ٹیلیفون نمبر ۳۳
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۷ ماہ شہادت ۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق آج ۸½ بجے شام یہ اطلاع ملی ہے۔ کہ حضور کی طبیعت بفضل خدا اچھی ہے الحمد للہ۔ آج خطبہ جمعہ حضور نے خود پڑھا۔ اور بعد نماز مغرب تا عشاء مجلس میں رونق افروز رہ کر گفتگو فرماتے رہے۔

حضرت اُم المومنین مدظلہا العالی کو آج ضعف زیادہ ہے۔ احباب کامل صحت کے لئے دُعا فرمائیں۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے پاؤں میں ابھی خفیف سا درد ہے۔ کامل صحت کے لئے دعا کی جائے۔

صاحبزادی آصفہ مسعودہ کو بفضل خدا آرام ہے۔

آج صبح نو بجے سے ۱۲ بجے دوپہر تک مسجد نور میں مجلس خدام الاحمدیہ کے زیر اہتمام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی کا امتحان ہوا۔ جس میں ساٹھ کے قریب مقامی خدام شامل ہوئے۔

جلد ۳۳ | ۲۸ ماہ شہادت ۱۳۲۴ھ ش | ۵ جمادی الاول ۱۳۶۴ھ | ۲۸ اپریل ۱۹۴۵ء | نمبر ۱۰۰

روزنامہ الفضل قادیان ۵ جمادی الاول ۱۳۶۴ھ

جنگ کے بعد مستقل امن کس طرح قائم ہو سکتا ہے؟

(از ایڈیٹر)

گزشتہ سال ماہ اکتوبر میں جبکہ جرمنی کی شکست کے آثار اتنے نمایاں اور واضح نہ تھے۔ جتنے اب ہو چکے ہیں۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا تھا۔ جس میں یہ بتاتے ہوئے کہ دُنیا میں جنگیں کیوں ہوتی ہیں۔ اور ایک کے بعد دوسری جنگ کی بنیاد کس طرح ڈال دی جاتی ہے۔ حضور نے فرمایا۔

"جب تک اس جنگ کی بنیادی وجوہ کو دور نہیں کیا جاتا۔ جب تک اس بغض اور کینہ اور غصہ کو دُور نہیں کیا جاتا۔ جو اندر ہی اندر قوموں کے دلوں میں پایا جاتا ہے۔ اس وقت تک ہتھیار چھین کر اور دباؤ ڈال کر جنگ کو بند کرا دینا محض بیماری کی ایک علامت کو دبانا ہوگا۔ اور یہ ایسا ہی ہوگا۔ جیسے شدت درد سے تڑپنے والے مریض کو افیون کھلا دی جائے۔ . . . . اسی طرح اگر اس جنگ کے اختتام پر صرف یہ کیا گیا کہ مغلوب قوموں سے ہتھیار لے لئے گئے۔ ان کے حقوق کو تلف کر دیا گیا۔ اور ان کے ساتھ ذلت اور ناانصافی کا سلوک روا رکھا گیا۔ تو یہ صرف ایک علامت کا دبانا ہوگا۔ بیماری موجود رہے گی۔ اور پھر وہ کسی نہ کسی صورت میں دنیا میں ظاہر ہو کر رہے گی۔ . . . . . وہی قومیں جن کو آج ذلیل سمجھا جائے گا پھر اپنے بغض اور کینے نکالنے کے لئے ایک اور جنگ کی آگ بھڑکا دینگی۔ یہ خیال کر لینا کہ جو قومیں آج مغلوب ہونگی۔ وہ ہمیشہ دنیا میں مغلوب ہی رہینگی نادانی ہے۔ قوموں کا عروج اور زوال ایک دوری کیفیت رکھتا ہے۔ جو قوم آج غالب ہوتی ہے۔ وہ کل مغلوب نظر آتی ہے۔ اور جو آج مغلوب ہوتی ہے۔ وہ کل غالب نظر آتی ہے۔"

اسی امر کی وضاحت کرتے ہوئے حضور نے مزید فرمایا:۔

"آزاد قوموں پر ان قوانین کا جاری کرنا جو ماتحت اور مفتوح قوموں پر جاری کئے جاتے ہیں فتنہ و فساد کی نئے سرے سے بنیاد رکھنا ہے۔ اور اگر موجودہ جنگ کے بعد اس بہت بڑے نقص کو دُور کرنے کی کوشش نہ کی گئی۔ تو لازماً ایک نئی لڑائی کی بنیاد قائم ہو جائیگی۔ اور اگر یہ قومیں خود مقابلہ کے لئے نہیں اٹھ سکینگی۔ تو دوسرں کو لڑائی کے لئے اکسائیں گی۔ دوسروں کو جنگ کے لئے برانگیختہ کرینگی۔ اور اسطرح ایک نئی جنگ کا دروازہ کھول کر اپنے بغضوں اور کینوں کو نکالنے کی کوشش کریں گی۔ دنیا میں مظلوم کا یہی طریق ہوا کرتا ہے۔"

اس وضاحت کے بعد حضور نے مختصراً یہ فرمایا کہ فاتحین کو کرنا کیا چاہیئے فرمایا:۔

"حقیقی امن ہمیشہ دل کی صفائی سے پیدا ہوتا ہے۔ پس جب تک ایسے طریق اختیار نہیں کئے جائینگے۔ جو امن کو مضبوط بنیادوں پر قائم کرنے والے ہوں اس وقت تک محض جنگ کی علامات کو دبا دینا قطعاً کوئی مفید نتیجہ پیدا نہیں کر سکتا۔ ہم اس بات کے قائل ہیں کہ مجرم کو سزا ملنی چاہیئے۔ ہم انجیلی تعلیم کی طرح ہرگز اس بات کے قائل نہیں ہیں۔ کہ اگر کوئی ایک گال پر تھپڑ مارے تو اگلے کو دوسرا گال بھی پھیر دینا چاہیئے۔ مگر ہم اسکے ساتھ ہی اس بات کے بھی قائل ہیں۔ کہ سزا میں محبت کا جذبہ ہونا چاہیئے۔ عداوت اور بغض اور کینہ سزا دیتے وقت دل کے کسی گوشہ میں نہیں ہونا چاہیئے۔"

یہ اسلام کی وہ اصولی تعلیم ہے جو جنگ کے اسباب اور موجبات کو دُور کرنے اور پائیدار امن قائم کرنے کے متعلق حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پیش فرمائی ہے اور خوشی کی بات ہے۔ کہ اب مختلف اطراف سے اس کی تائید ہونا شروع ہو گئی ہے۔ چنانچہ گاندھی جی نے حال میں سان فرانسسکو کانفرنس کے نام جو پیغام بھیجا ہے۔ اس میں انہی باتوں کو دوہرایا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔

"اس وقت تک دنیا یا اتحادیوں کے لئے امن نہیں ہوگا۔ جب تک وہ جنگ کی قوت پر یقین کرنا نہ چھوڑ دیں۔ اور جنگ کے ساتھ جو دھوکا اور فریب شامل ہوتا ہے۔ اس سے کنارہ کش نہ ہو جائیں۔ اور تمام قوموں اور ممالک کی آزادی اور مساوات کی بنیاد پر سچے امن کو نہ قائم کریں۔ جو دنیا جنگ کو ختم کرنے کی کوشش کر رہی ہو۔ اس میں ایک ملک کا دوسرے ملک پر قبضہ کرنا نہیں ہو سکتا صرف اسی طرح کی دنیا میں فوجی حیثیت سے کمزور قومیں لوٹ اور غلبہ کے ڈر سے محفوظ رہ سکتی ہیں۔"

"امن انصاف کا ہونا چاہیئے۔ اور اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ یہ امن قصاصی یا تعزیری نہ ہو۔ جرمنی یا جاپان کو ذلیل نہ کیا جائے طاقتور کبھی انتقامی جذبہ نہیں رکھتے۔ اس لئے امن کے پھل کے برابر حصے کر لو۔ اس کے بعد کوشش کرو کہ انہیں دوست بنا لو۔"

ظاہر ہے کہ گاندھی جی کے الفاظ میں وہ جامعیت نہیں۔ جو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے الفاظ میں ہے۔ مگر گاندھی جی کا نقطہ نگاہ بھی تو محض سیاسی ہے۔ اور ان کا مذہب اتنے بڑے اہم مسئلہ میں ان کی کوئی راہ نمائی نہیں کر رہا۔ لیکن حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ فرمایا اسلام سے اخذ کر کے فرمایا۔ اور اسلام کی تعلیم کے طور پر فرمایا ہے۔ اگر فتح پانے والی طاقتیں آئندہ جنگ کو روکنے کی سچی خواہش کے ساتھ مصروف عمل ہونگی اور ان طریق پر عمل کرینگی۔ جو اسلام نے پیش کئے ہیں۔ اور وہی صحیح طریق ہیں۔ تو لازماً دُنیا میں پائیدار امن قائم ہو جائیگا۔ ورنہ سخت خطرہ ہے کہ اس دوسری جنگ کے اختتام پر تیسری جنگ کی بنیاد ڈال دی جائے گی۔ اور وہ تیسری جنگ اس دوسری جنگ سے بھی زیادہ خطرناک ہوگی۔

ایڈیٹر:۔ غلام نبی

بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے شائع کیا۔

سلام

بحضور سیدنا حضرت امیر المومنین المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ

سلام اے مصلح موعود اے سالار اسلامی
سلام اے پاسبان دین احمد نور یزدانی

سلام اے احمدیت کے علمبردار ربانی
امیر المومنین ہے تو مسیح کا جانشین ثانی

سلام اے دور حاضر کے حکیم و دانا و بینا
سلام اے ناخدائے کشتی فرقان سبحانی

سلام اے غازی اسلام ہے مرد مجاہد تو
سلام اے جامع صفت ہمہ تصویر انسانی

گھڑی اسلام پر نازک اگر آئی مشیت تھی
محمد مصطفےٰ پر تھا عیاں یہ دور الصامی

بنایا سرور کونین نے اپنے صحابہ کو
کہ احیائے شریعت پھر کریگی نسل سلمانی

مسیح موعود کو بھی دی بشارت رب کعبہ نے
کریگا تیرا لڑکا احمدیت کی نگہبانی

وہ رب العالمین تیرا محافظ اور ناصر ہے
عطا کی ہے تجھے جس نے عجب شمشیر برہانی

تو سرگرم عمل ہے کچلنے میں دشمنان دیں
تیرے حاسد اٹھاتے ہیں پشیمانی پریشانی

تیرے عرفان و علم بے بہا کا کیا کہے خالد
کہ اس بارہ میں شاہد ہے تیری تفسیر قرآنی

سلام اے مظہر نور خدا اے یوسف ثانی
سلام اے قادیانی اے طبیب مرض روحانی

محمد شریف خالد

۳۱ مئی تک چندے ادا کرنے کی کوشش کریں

جن مجاہدوں نے تحریک جدید کے دفتر اول کے گیارھویں سال کا چندہ۔ دفتر دوم کے سال اول اور ترجمۃ القرآن کے وعدوں کو تا حال پورا نہیں کیا۔ انہیں چاہیئے کہ ۳۱ مئی تک اپنے وعدے پورے کر کے السابقون الاولون میں شامل ہوں۔ جیسا کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ "چونکہ وعدوں کی غرض اسے جلد سے جلد پورا کرنا ہوتی ہے۔ اس لئے پہلے چھ ماہ میں (اس سال کی پہلی ششماہی ۳۱ مئی کو پوری ہو جاتی ہے) وعدوں کا ساٹھ فیصدی فی صدی ادا ہو جانا چاہیئے"۔

"میں پچھلے سالوں میں بھی تحریک کرتا رہا ہوں کہ وہ ۳۱ مئی تک اپنے وعدے ادا کرنے کی کوشش کریں"۔

(فنانشل سیکرٹری)

تقرر عہدہ داران نظارت بیت المال

(۱) حسب ذیل اصحاب کو ان جماعتوں کا آڈیٹر مقرر کیا جاتا ہے۔ جو ان کے نام ساتھ درج ہیں۔

(۱) شیخ مبارک احمد خانصاحب اوورسیر جماعت احمدیہ ڈلہوزی منڈی (۲) پیر سلطان احمد صاحب جماعت احمدیہ میلسی (۳) حکیم عبد الرشید صاحب کو جماعت ہائے احمدیہ اجنالہ جھلانوالہ۔ روکھے۔ گلانوالی۔ چھیاری مو تلہ کوٹلی کھیرہ۔ کریال۔ سندرگوڑھ ضلع امرتسر کا۔ (۴) شیخ حبیب الرحمٰن صاحب اے ڈی آئی جماعت احمدیہ کھیوالہ (۵) چوہدری سردار علی صاحب جماعت احمدیہ حسن پور (۶) ماسٹر اللہ داد صاحب آف محمود آباد جماعت احمدیہ کالا گجران ضلع جہلم (۷) چوہدری بشیر احمد صاحب جماعت احمدیہ چک نمبر $\frac{125}{10R}$ ضلع ملتان (۸) میاں غلام رشید صاحب جماعت احمدیہ جلالپور پیر والا ضلع ملتان (۹) مولوی شیخ محمد صاحب کو جماعت احمدیہ دیناپور ضلع ملتان

(۲) حسب ذیل اصحاب کو امین مقرر کیا گیا۔

(۱) میاں لال محمد صاحب خوشدل جماعت احمدیہ چک $\frac{91}{10R}$ محمود آباد ضلع ملتان (۲) چوہدری امام الدین صاحب جماعت احمدیہ چاہ احمدیاں والہ ضلع ملتان۔

(۳) حسب ذیل اصحاب کو سکرٹری مال مقرر کیا گیا ہے

(۱) ماسٹر محمد عظیم صاحب جماعت جھٹا نوالی ضلع گوجرانوالہ (۲) چوہدری محمد یوسف صاحب جماعت مالو کے بھگت ضلع سیالکوٹ (۳) ملک محمد شریف صاحب جماعت پیر کوٹ (۴) منشی غلام رسول صاحب کیجگہ چوہدری طالب علی صاحب جماعت احمدیہ عصت پور ضلع ہوشیارپور (۵) چوہدری بشیر محمد صاحب کیجگہ چوہدری غلام حیدر صاحب جماعت احمدیہ کرمپورہ ضلع شیخوپورہ

(۴) منشی فخر الدین صاحب مدرس کو محاسب جماعت احمدیہ اٹھوال ضلع گورداسپور مقرر کیا جاتا ہے۔ (ناظر بیت المال)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام — کشتی نوح صفحہ ۵۹-۶۰

نفسانی رنگ میں تمہارا کوئی بھی دشمن نہ ہو

"قرآن تمہیں انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا۔ کہ ہر ایک جگہ ظالم کا مقابلہ نہ کرنا۔ بلکہ وہ کہتا ہے۔ جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا فمن عفا واصلح فاجرہ علی اللہ یعنی بدی کا بدلہ اسی قدر بدی ہے۔ جو کی گئی۔ لیکن جو شخص عفو کرے اور گناہ بخش دے۔ اور اس عفو سے کوئی اصلاح پیدا ہوتی ہو۔ نہ کوئی خرابی۔ تو خدا اس سے راضی ہے۔ اور اسے اس کا بدلہ دے گا۔ پس قرآن کے رو سے نہ ہر ایک جگہ انتقام محمود ہے۔ اور نہ ہر یک جگہ عفو قابل تعریف ہے۔ بلکہ محل شناسی کرنی چاہیئے۔ اور چاہیئے کہ انتقام اور عفو کی سیرت بپابندی محل اور مصلحت ہو۔ نہ بیقیدی کے رنگ میں۔ یہی قرآن کا مطلب ہے۔ اور قرآن انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ اپنے دشمنوں سے پیار کرو۔ بلکہ وہ کہتا ہے۔ کہ چاہیئے کہ نفسانی رنگ میں تیرا کوئی بھی دشمن نہ ہو اور تیری ہمدردی ہر ایک کے لئے عام ہو۔ مگر جو تیرے خدا کا دشمن تیرے رسول کا دشمن اور کتاب اللہ کا دشمن ہے۔ وہی تیرا دشمن ہوگا۔ سو تو ایسوں کو بھی دعوت اور دعا سے محروم نہ رکھ اور چاہیئے کہ تو ان کے اعمال سے دشمنی رکھے۔ نہ ان کی ذات سے۔ اور کوشش کرے۔ کہ وہ درست ہو جائیں۔ اور اس بارے میں فرماتا ہے۔ ان اللہ یَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی یعنی خدا تم سے کیا چاہتا ہے بس یہی کہ تم تمام نوع انسان سے عدل کے ساتھ پیش آیا کرو۔ پھر اس سے بھی بڑھ کر یہ ہے کہ ان سے بھی نیکی کرو جنہوں نے تم سے کوئی نیکی نہیں کی۔ پھر اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ تم مخلوق خدا سے ایسی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ۔ کہ گویا تم ان کے حقیقی رشتہ دار ہو۔"

نظارت دعوت و تبلیغ کے زیر اہتمام ہندوستان کے مختلف علاقوں میں تبلیغ احمدیت

مالابار

مولوی عبد اللہ صاحب مالاباری مبلغ سلسلہ احمدیہ اپنی تبلیغی رپورٹ یکم تا ۷ اپریل میں لکھتے ہیں۔ عرصہ ہذا میں پنگاڑی اور کنانور کا دورہ کر کے ایک لیکچر دیا۔ اور چند اصحاب کو بذریعہ ملاقات تبلیغ کی۔ درس دیا۔ ایک صاحب بیعت کر کے داخل احمدیت ہو گئے۔

کراچی

مولوی احمد خان صاحب نسیم مبلغ سلسلہ احمدیہ یکم تا ۱۵ اپریل کی تبلیغی رپورٹ میں لکھتے ہیں۔ احمدیہ ایسوسی ایشن ہال میں دو تربیتی لیکچر دیئے جن میں زیر تبلیغ غیر احمدی بھی شامل ہوئے پانچ مقامات کا دورہ کیا ۲۶ اصحاب کو ملاقات کر کے تبلیغ کی۔

اجنالہ ضلع امرتسر

حمدی شاہ صاحب دیہاتی مبلغ حلقہ اجنالہ دس اپریل سے ۱۶ اپریل تک کی رپورٹ میں لکھتے ہیں۔ اس عرصہ میں تین مقامات کا دورہ کر کے کئی افراد کو فرداً فرداً تبلیغ احمدیت کی گئی۔ موضع سندرگڑھ میں تین تقریریں کیں۔ جن کا کافی اثر ہوا۔ اس گاؤں کے تین اصحاب بیعت کر کے داخل احمدیت ہوئے الحمد للہ علی ذالک

دیناپور ضلع ملتان

مولوی شیخ محمد صاحب دیہاتی مبلغ دیناپور یکم لغایت ۱۵ اپریل کی تبلیغی رپورٹ میں لکھتے ہیں۔ اس عرصہ میں چھ مقامات کا دورہ کر کے تبلیغ احمدیت کی گئی۔ درس بعد نماز عشاء دیتا رہا۔ ۴ افراد کو ملاقات کر کے تبلیغ کی۔

ایمن آباد ضلع گوجرانوالہ

خواجہ خورشید احمد صاحب دیہاتی مبلغ حلقہ ایمن آباد لکھتے ہیں۔ ۱۳ اپریل کو منڈی مویشیاں کے موقعہ پر آٹھ خدام پر مشتمل ایک تبلیغی وفد نے مختلف حلقوں میں پھر کر تبلیغی ٹریکٹ تقسیم کئے۔ ۱۵ اپریل کو گیارہ بجے صبح جلسہ کیا گیا۔ اور خاکسار نے کفارہ مسیح پر لیکچر دیا۔ جس میں عقلی اور نقلی دلائل سے کفارہ کی حقیقت ظاہر کی۔ دوسرا لیکچر بعد دوپہر "عالمگیر مذہب اسلام ہے" کے موضوع پر دیا۔ ہر دو لیکچروں میں ہندو سکھ۔ عیسائی اور مسلمان بکثرت شامل ہوئے۔

ذہنی مجاہدات ــــــ یا ــــــ قلبی اعمال

(از حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب)

انسان کے خیالات اور نیت کا اس کی زندگی اور اعمال پر نہایت زبردست اثر ہوتا ہے۔ بلکہ یہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ اس کے تمام اعمال حقیقۃً اس کے خیالات کا ہی نتیجہ ہیں۔ اس لئے اپنے اعمال کو درست کرنے کے لئے اور اپنی زندگی کو سدھارنے کی خاطر سب سے پہلا اور مقدم امر یہی ہے۔ کہ ہم اپنے خیالات ان اعمال کے حصول کے لئے لگا دیں۔ جن کے نتیجہ میں ہم کو نجات اور فلاح مل سکتی ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ ایک شخص کے دل میں نیک بننے کا ارادہ اور نیت تک نہ ہو۔ پھر وہ نیک بن جائے۔ یا ایک طالب علم کو پڑھنے اور علم حاصل کرنے کا شوق اور خیال بھی نہ ہو۔ اور وہ عالم بن جائے۔ یہی حال ہماری دینی زندگی کا ہے۔ جب تک دین کے اعمال ہمارے خیالات پر حاوی نہ ہو جائیں۔ تب تک وقت آنے پر ان کا احسن طور پر بجا لانا ناممکن ہے۔ مثلاً اگر ایک شخص کو کبھی بھی یہ خیال نہ آئے۔ کہ ممکن ہے مجھے خدا کی راہ میں جان دینی پڑے اور وہ اس قربانی کے لئے اپنے دل کو آمادہ نہ کرتا رہے۔ تو وقت آنے پر وہ (الاماشاء اللہ) کبھی اپنی جان قربان نہ کر سکے گا۔ پس ضروری ہے۔ کہ اصل عملی مجاہدات اور قربانیوں کی خاطر ہر مومن کو پہلے ذہنی اور خیالی طور پر اپنے نفس کو ان کے لئے تیار کرنا چاہیئے۔ اور جب اس کا نفس ان "ذہنی مجاہدات" یا "قلبی اعمال" کے لئے بار بار کی نیت اور متواتر خیالی افرحہ کے ماتحت تیار ہو جائیگا۔ تو عمل کے وقت پھر وہ آگے بڑھنے سے نہ ہچکچائیگا۔ لیکن جو شخص ان ذہنی مجاہدات کی طرف سے لاپرواہ رہے گا۔ اغلب ہے کہ وقت آنے پر وہ عملی مجاہدات میں فیل ہو جائیگا۔ پس دعا کے علاوہ یہ بھی ایک طریقہ ہے۔ جس کی مشق اور پریکٹس سے ایک مومن ہر وقت ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار ہو سکتا ہے۔ اور عملی امتحان کے وقت نہ صرف یہ کہ وہ فیل نہیں ہوتا بلکہ حیرت انگیز قربانیوں کا مظاہرہ کر سکتا ہے۔ اور یہی وہ ذہنی اعمال یا قلبی مجاہدات ہیں۔ جن کی بابت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بابت فرمایا تھا۔ کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت اس کے ظاہری اعمال کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اس کمال کی وجہ سے ہے۔ جو اس کے دل کے اندر ہے۔ چنانچہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے وقت ان خاص قربانیوں اور مجاہدات کا وقت آیا جو ایسے خطرناک موقعہ کے لئے ضروری تھیں۔ تو چونکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے دل کو ان کے لئے پہلے سے تیار کر رکھا تھا۔ اس لئے وہ کامیاب ہو گئے۔ اور دوسرے مونہہ تکتے رہ گئے۔

غرض یہی وہ قلبی اعمال ہیں جو جوارح کے اعمال کے پیشرو ہوتے ہیں۔ اور سخت سے سخت ابتلا کے وقت مومن کو گرنے نہیں دیتے۔ اور ہر قسم کی قربانی کے لئے اسے مستعد اور تیار رکھتے ہیں۔ اور جہاں دوسرے لوگ ناکام رہ جاتے ہیں۔ وہاں وہ اسکو کامیاب کر کے مصائب اور مشکلات سے بسہولت گزار دیتے ہیں۔ ان قلبی اعمال کے لئے ضروری ہے۔ کہ انسان کو روزانہ دن یا رات میں کسی وقت فرصت اور تنہائی ملے۔ اور اس وقت وہ سوچ کر ہر طرح کی مصائب تکالیف اور مشکلات کو اپنے سامنے رکھ کر بطور مکالمہ مخاطبہ کے اپنے نفس سے مباحثہ کرے۔ اور اسے ہر قسم کی قربانی پر روزانہ کم از کم ایک دفعہ آمادہ کر لیا کرے۔ تو امید ہے کہ خدا تعالےٰ کے فضل سے وہ اصلی مشکلات کے وقت پیٹھ پھیر کر نہیں بھاگے گا۔ اور ہر قربانی کو بآسانی اور دل کی خوشی سے برداشت کرے گا۔ چونکہ بعض باتیں بغیر مثال کے واضح نہیں ہوتیں۔ اور نہ سمجھ میں آتی ہیں۔ اس لئے مثال کا دینا اس معاملہ میں بھی ضروری ہے۔

مدت کا ذکر ہے کہ میری ایک دفعہ اپنے نفس کے ساتھ رات بھر جنگ رہی۔ اور وہ ساری رات میری اس کے ساتھ مکالمہ میں گزری بات یہاں سے شروع ہوئی۔ کہ آیا تو خدا تعالےٰ کے لئے مرنے پر راضی ہے۔ پہلے تو وہ مرنے کا نام سنکر بہت ہچکچایا۔ اور قطعاً راضی نہ ہُوا۔ حالانکہ سینکڑوں دفعہ لوگوں کے سامنے اپنے تئیں مرنے کے لئے مستعد کہا کرتا تھا مگر تخلیہ میں اسنے اقرار کیا۔ کہ دراصل وہ اس کے لئے تیار نہیں۔ غرض بحث شروع ہوئی ہوتے ہوتے آخر کہنے لگا۔ کہ فلاں قسم کی موت ہو تو خیر۔ مثلاً جس میں بہت دکھ نہ ہو۔ اچھا تلوار سے ہو۔ نیزہ سے نہ ہو۔ پھر کہا ڈوبنے سے ڈر لگتا ہے۔ وہ نہ ہو سنگساری سے نہ ہو۔ پھر مان گیا۔ تو کہنے لگا اچھا۔ مگر میں شاباش دینے والے اور قدر کرنے والوں کے سامنے اس طرح مرنے کے لئے بھی تیار ہوں۔ پھر سمجھانے پر کہنے لگا۔ اچھا دشمنوں میں ہی سہی۔ مگر ناحق اور ضعف کی موت میری برداشت سے باہر ہے۔ پھر سمجھانے پر اس بات پر بھی راضی ہو گیا۔ مگر اور بیسیوں قسم کے نئے نئے بہانے کرتا رہا۔ اچھا میری بیوی بچوں کے لئے پہلے انتظام کر دو۔ یہ ہو وہ ہو فلاں کام ہو لینے دو۔ اتنا عرصہ اور ٹھہر جاؤ وغیرہ وغیرہ . . . . غرض اس جنگ میں ساری رات گزر گئی۔ مگر قدم قدم پر اس نے [illegible] کیا یعنی مانتا چلا گیا۔ آخر صبح کو پَو پھٹنے تک اس نے اپنے سب عذرات خام تسلیم کر لئے۔ اور سارے ہتھیار ڈال دیئے۔ اور ہر قسم کی موت۔ ذلت تکلیف اور بیماری کے لئے خدا کی راہ میں راضی ہو گیا سو یہ پہلا قدم ہے سالک کا۔ یونہی ایک "ہاں" کر دینے سے کچھ نہیں ہوتا۔ اصلی عملی امتحان تو آگے جا کر ہوتے ہیں۔ مگر ان امتحانوں میں بھی وہی کامیاب ہوتے ہیں۔ جو پہلے سے ہی اپنے نفس کو آمادہ رکھتے ہیں اور اس سے پیشگی فیصلہ کر لیتے ہیں۔

مگر مرنا تو سب سے آخری چیز ہے۔ اور اکثر دفعہ آسان ہوتا ہے۔ لیکن بعض اس سے کم درجہ کی قربانیاں اور ان کے متعلق قلبی اعمال یا ذہنی مجاہدات مرنے سے بھی زیادہ مشکل نظر آتے ہیں۔ اور ان باتوں کے لئے بھی زبردست تخیل اور قوت ارادی کی ضرورت پڑتی ہے۔ مثلاً گھر میں داخل ہوتے ہوئے تو ذہن میں تصور کیا۔ کہ اگر خدا کی طرف سے کوئی ایسی مصیبت پیش آئے۔ کہ میرا یہ مکان مسمار ہو جائے۔ بیوی بچے اس کے نیچے دب جائیں مال و دولت چور یا ڈاکو لے جائیں۔ اپنے عزیز اور دوست زخمی بیمار یا اپاہج ہو جائیں۔ پھر ان نقشوں کو تفصیل کے ساتھ اپنے خیال میں لائے۔ اور دل کو ٹٹولے۔ کہ کیا اس وقت وہ مشیت ایزدی پر صابر و شاکر رہیگا۔ یا نہیں پھر ایک دفعہ نہیں بلکہ ہر روز ایسے نظاروں کو اپنے ذہن میں دہرائے۔ یہاں تک کہ دنیا کی کسی عزیز سے عزیز چیز کی وقعت بھی اس کے دل کے اندر نہ رہے۔ تب امید ہے کہ وقت آنے پر اور اصلی امتحانوں کے موقعہ پر ایسا انسان متزلزل نہ ہوگا۔ ورنہ بے تیاری کے تو اکثر فیل ہو جانے کا خطرہ ہے۔

بعض باتیں عملی اور اصلی مجاہدات میں نہیں آسکتیں۔ مثلاً کوئی مسلمان خودکشی نہیں کر سکتا۔ نہ اپنی بیوی بچوں کو قتل کر سکتا ہے مگر خیالی طور پر ایسے نظارے ذہن میں لانے مشکل نہیں ہیں۔ اور بار بار ان کی پریکٹس کرنے سے دلی محبت ان سب چیزوں سے سرد پڑ جاتی ہے۔ اور یہی مقصد ترک دنیا ہے۔ مثلاً خدا تعالےٰ کی رضا کی خاطر اگر انسان اپنے نفس کا ایسا امتحان بھی لیتا رہے۔ کہ میرے مالک کا منشاء ہو۔ تو کیا میں ایسی قربانی اپنے ہاتھوں سے کر سکتا ہوں۔ اور کیا دندغہ کر سکتا ہوں۔ اور اپنے نفس کو راضی پاوے تو مبارک ہے وہ انسان۔ اور مبارک ہیں اسکے ذہنی مجاہدات اور قلبی اعمال۔ خواہ ظاہر میں عملی طور پر ایسی ضرورت کبھی بھی پیش نہ آوے۔ تاہم وہ انسان بہرحال اللہ تعالےٰ کا قرب حاصل کر لیتا ہے۔ اور اس کا دل اپنے رب کی محبت سے بھرتا چلا جاتا ہے۔ اور غیر اللہ کی قدر اس کی آنکھوں اور دل میں ریشہ برابر بھی نہیں رہتی۔ اور اس کا خاتمہ خدا تعالےٰ کے اولیاء کی جماعت میں ہوتا ہے۔

جس انسان کا ذہن اپنے تصور میں خود اپنے گھر کی اپنے ہی ہاتھوں سے اینٹ سے اینٹ بجا دینے بلکہ اس پر ہل چلا دے۔ اپنے فرنیچر اور اسباب کو کلہاڑوں سے چیر کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے۔ اپنے چمن اور باغ کو آگ لگا کر خاک سیاہ کر دے۔ اپنی بیوی بچوں میں سے ایک ایک کو اپنے سامنے مرتے دیکھا پھر رشتہ داروں اور دوستوں سے قطع تعلق کرنے کا نظارہ سامنے لا دے۔ اور خود اپنے تئیں ذلیل مفلس پامال اور ہر شخص کو اپنے سے نفرت کرتا ہوا

خیال کرے۔ اور آخر میں جو ذلیل سے ذلیل موت کا نظارہ ہو سکتا ہے۔ وہ اپنے لئے تجویز کرے یہانتک کہ رفتہ رفتہ ہر تصور کے وقت وہ اپنے تئیں خدا کی رضا کے لئے ان قربانیوں پر ثابت قدم پائے اور ساتھ ہی یہ دعا بھی کرتا رہے کہ اے رب یہ سب چیزیں تیری ہی ہیں۔ تو نے ہی دی تھیں۔ اگر تو انہیں لینا چاہے تو میں سب کو برضا و رغبت چھوڑنے کو تیار ہوں۔ میرا ان سے کوئی واسطہ نہیں۔ نہ تیرے مقابلہ پر ان کی کوئی ہستی ہے۔ تو ایسے ذہنی مجاہدات کرنیوالا شخص بغیر عملی قربانی کے بھی بہت سے عابد و زاہد لوگوں سے قرب الہٰی میں بڑھ جائیگا اور عمل کے وقت اپنے آپ کو ثابت قدم پائے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ دلوں کو دیکھتا ہے اور قلبی اعمال کی زیادہ قدر کرتا ہے۔ بہ نسبت اعضا کے اعمال اور زبانی دعووں کے۔ قرآن مجید میں جو یہ آیت آتی ہے۔ فمنہم من قضیٰ نحبہ ومنہم من ینتظر۔ یعنی بعض لوگوں نے اپنی قربانی ادا کر دی اور بعض اس کے انتظار میں بیٹھے ہیں۔ سو یہاں بھی انتظار کے یہی معنی ہیں کہ وہ لوگ آنے والے عملی مجاہدات اور اصلی قربانیوں سے پہلے بذریعہ ذہنی مجاہدات یا قلبی اعمال کے ان کی راہ تک رہے ہیں۔

انسان اپنی قربانیوں کے متعلق لاف و گزاف لوگوں کی مجلسوں میں تو مار سکتا ہے۔ مگر تنہائی میں نفس کو ان پر راضی کرنا اور تنہائی کے اوقات میں خدا تعالیٰ پر اپنے جان و مال کو قربان کرنا ایک اور ہی اثر اور قبولیت رکھتا ہے اور اس طرح واقعی تمام غیر اللہ کی بندشیں کٹنی شروع ہو جاتی ہیں۔ اور دل سے ہر دنیاوی چیز کا تعلق ٹوٹ جاتا ہے۔ مثلاً تنہائی کے اوقات میں خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر سمجھ کر جو شخص یوں کہے کہ اے میرے خدا یہ میرا بازو ہے اگر تو راضی ہو تو میں اسے خود کاٹ دینے کو تیار ہوں۔ اور اگر تیری رضا میری فوری موت یا ہلاکت سے حاصل ہو سکتی ہے۔ تو میری جان بیشک اسی وقت یا اسی سجدہ میں نکل جائے۔ مجھے کچھ عذر نہیں ہے۔ تو گو ابتدا میں ان باتوں کو زبان اور ذہن میں لانے سے ایک قدرتی خوف اور ہچکچاہٹ پیدا ہوتی ہے مگر آخر کار یہ پریکٹس بھی اپنا رنگ لاتی ہے۔ اور انسان کا نفس رفتہ رفتہ Theoretically ہر قربانی کے لئے راضی ہو جاتا ہے۔ اور پھر اگر اصل موقعہ پیش آجائے تو Practically بھی اس کے راضی ہونے کی امید ہے۔

اس مضمون کا یہ مطلب نہیں کہ انسان عملی مجاہدات نہ کرے مگر خیالی عشق۔ خیالی قربانی اور خیالی مجاہدات کا ہونا (جن کو دوسرے الفاظ میں قلبی اعمال کہتے ہیں) بھی راہ سلوک کا ایک زینہ ہے۔ اس کے بعد کا ہے بگا ہے پبلک میں بھی ان کا زبانی اقرار اور دعویٰ ضرور ہونا چاہئے۔ کیونکہ انسان جو بات لوگوں کے سامنے منہ سے نکال دیتا ہے۔ اور اس کا دعویٰ کر دیتا ہے۔ تو پھر اسے اپنی بات کی پچ ہو جاتی ہے۔ اور وہ اس پر قائم ہو جاتا ہے۔ اور اس کی استقامت مضبوط ہو جاتی ہے۔

جو لوگ ذہنی مجاہدات سے ناواقف ہیں۔ یا ان کو عمل میں نہیں لاتے ان کی پہچان بڑی آسان ہے۔ یعنی جب ان کے سامنے موت کا عموماً یا خاص کر ان کے اپنے یا ان کے کسی عزیز کے مرنے کا ذکر کرو۔ یا کسی نقصان یا ناکامی کے احتمال کا بیان کرو تو ان کا رنگ فق ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے دل میں چونکہ اس قسم کی باتیں نہیں ہوتیں۔ نہ انہوں نے خدا کی خاطر کبھی اپنے ذہن میں مصائب تکالیف اور ذلتوں کے نظارے کھینچے ہوتے ہیں۔ اس لئے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جب بھی ایسا ذکر ان کی موجودگی میں کیا جائے تو ان کے ہاتھ پیر ٹھنڈے ہونے شروع ہو جاتے ہیں اور وہ مرنے اور تکلیف اور نقصانات کے نام سے سخت گھبرا جاتے ہیں۔ بلکہ ایسی مجلس سے اس طرح بھاگتے ہیں جس طرح آندھی سے مچھر۔

قرآن مجید نے ان تمام امور کو ایک مختصر آیت میں جمع کر دیا ہے۔ اور وہ یہ ہے قل ان کان اٰباؤکم وابناؤکم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال ن اقترفتموھا وتجارۃ تخشون کسادھا ومساکن ترضونھا احب الیکم من اللہ ورسولہ وجہاد فی سبیلہ فتربصوا حتیٰ یاتی اللہ بامرہ (توبہ)

خدا کا حسنِ سلوک

"کبھی کسی بندے نے خدا کی راہ میں اخلاص اور تقویٰ کے ساتھ کوئی قربانی نہیں کی۔ کہ اس سے ہزاروں گنے بڑھ کر اس کے رب نے اس کے ساتھ حسنِ سلوک نہیں کیا۔" آؤ جو ہمارے پاس ہے وہ اسلام کی خاطر وقف کر دیں۔ اور اس محسن آقا کے احسانات کا مشاہدہ کریں۔

(انچارج تحریک جدید)

ضرورت امام الزمان کا احساس

قوم کے لوگو! ادھر آؤ کہ نکلا آفتاب
وادیٔ ظلمت میں کیا بیٹھے ہو تم لیل و نہار
(المسیح الموعودؑ)

فرمان ہے کہ لا اسلام الا بجماعۃ ولا جماعۃ الا بامارۃ ولا امارۃ الا باطاعۃ جہاں جماعت نہ ہو وہاں اسلام نہیں جہاں امیر نہ ہو وہاں جماعت نہیں جہاں اطاعت نہ ہو وہاں امارت نہیں۔ آج سب سے بڑی خدمت دین یہ ہے۔ کہ مسلمانوں کی جمعیت کو حکم خدا و رسول کے مطابق جماعت امارت۔ اور اطاعت کے اصول پر منظم کیا جائے۔"

(اخبار ایمان ۱۵ نومبر ۱۹۴۳ء)

قریشی صاحب کا یہ مقالہ شائع ہوتے ہی انہی دنوں راقم الحروف نے بذریعہ جوابی خط مذکورہ حدیث نبوی کا حوالہ اُن سے دریافت کیا تو انہوں نے تحریر فرمایا۔ جامع لابن عبد البر صفحہ ۶۲ ملاحظہ ہو۔ "اسلام کا اقتصادی نظام" مولفہ مولانا محمد حفظ الرحمٰن سیوہاروی نائب ناظم جمعیۃ العلماء ہند دہلی۔

مولانا ابو الکلام آزاد کا ارشاد

اس سے پہلے مولانا ابو الکلام آزاد نے اسی ضمن میں مسلمانوں کو یہ ہدایت فرمائی کہ "اپنا ایک امام اور مرکز اور بیت المال بناؤ۔ اگر تمام ملک کا نہیں تو اپنے اپنے صوبہ کا ایک امام بنا لو۔ اور اگر صوبہ کا نہیں تو ضلع کا۔ ضلع کا نہیں تو اپنے شہر کا شہر کا نہیں تو محلہ کا۔ محلے کا نہیں تو اپنے کوچہ کے پانچ آدمی اکٹھے ہو کر ایک کو امام بنا لو۔ امام اور بیت المال کے بغیر تم کچھ بھی نہیں۔" (شہباز ۱۴ دسمبر ۱۹۴۲ء)

نیز فرمایا۔ "کتاب و سنت نے جماعتی زندگی کے تین رکن بتلائے ہیں۔ (۱) تمام لوگ کسی صاحب علم و عمل مسلمان پر جمع ہو جائیں۔ (۲) وہ جو کچھ تعلیم دے ایمان و صداقت کے ساتھ قبول کریں (۳) قرآن و سنت کے ماتحت اس کے جو کچھ احکام ہوں ان کی بلا چون و چرا تعمیل کریں۔ سب کی زبانیں گونگی ہو نگی صرف اُسی کی زبان گویا ہو۔ سب کے دماغ بیکار ہو جائیں۔ صرف اسی کا دماغ کار فرما ہو۔ لوگوں کے پاس نہ زبان ہو نہ دماغ۔ صرف دل ہو جو قبول کرے صرف ہاتھ پاؤں ہوں جو عمل کریں۔ اگر ایسا نہیں ہے۔ تو ایک بھیڑ ہے۔ انبوہ ہے جانوروں کا۔ ایک جنگل ہے۔ کنکر پتھر کا ایک ڈھیر ہے مگر نہ تو جماعت نہ امت نہ اجتماع اینٹیں ہیں مگر دیوار نہیں کنکر ہیں مگر پہاڑ نہیں۔ قطرے ہیں مگر دریا نہیں۔ کڑیاں ہیں جو ٹکڑے ٹکڑے کر دی جا سکتی ہیں مگر زنجیر نہیں جو بڑے بڑے جہازوں کو گرفتار کر سکتی ہے۔" (مسئلہ خلافت صفحہ ۱۴۲)

اسلامی نظام امارت

روزنامہ انقلاب ۲۳ اپریل ۱۹۴۵ء میں زیر عنوان "مسئلہ امارت" ایک نہایت اہم تحریک کی گئی ہے۔ لکھا ہے۔ "اسلام کا اعلان ہے کہ دنیا کی وراثت اور فضیلت کیلئے صرف دو چیزوں کی ضرورت ہے۔ اول ایمان مکمل۔ دوم اعمالِ صالح۔ ...... مسلمانوں کو یہی صلاحیت پیدا کرنے کیلئے نظام امارت قائم کرنا ہے۔ بغیر اس کے نہ باقاعدہ جماعت پیدا ہو سکتی ہے۔ اور نہ ضبط (ڈسپلن) قائم ہو سکتا ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ کہ اسلام (اللہ اور رسول کی تابعداری) بغیر جماعت کے نہیں۔ جماعت بغیر امارت کے نہیں اور امارت بغیر اطاعت کے نہیں۔ حضرت علیؓ کا ارشاد ہے سوائے امیر کے لوگوں کی اصلاح کوئی نہیں کر سکتا۔

اگر واقعی مسلمان مسلم بن کر رہنا چاہتے ہیں اگر وہ حقیقی آزادی کے طالب ہیں اگر وہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ خلافت کا وعدہ پورا فرمائے۔ اگر دنیا میں اعلیٰ بن کر زندگی گذارنے کی تڑپ ہے۔ اگر انسان کی غلامی سے آزادی کا صحیح جذبہ ہے۔ اگر دنیا کے مصائب سے نجات کی سچی خواہش ہے۔ تو یہ اسلامی نظامِ امارت لابد ہے۔"

خلاف پیغمبر کسے راہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید

افکار و خیالات نہایت شاندار ہیں اور ان کی اہمیت سے کوئی حساس مسلمان انکار نہیں کر سکتا۔

ناظم اعلیٰ سیرت کمیٹی کا پیغام

یہ پیغام ایک عرصہ سے مختلف اکابر کی طرف سے مسلمانوں کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے چنانچہ تھوڑا ہی عرصہ ہوا عبد المجید صاحب ناظم اعلیٰ مرکزیہ سیرت کمیٹی پٹی نے اپنے اخبار "ایمان" میں مسلمانوں کے سامنے یہی پیغام ان الفاظ میں رکھا تھا۔ "آج مسلمانوں کا سب سے بڑا فرض یہ ہے۔ کہ وہ ہر جگہ جماعت بنا کر رہیں وہ ہر مقام پر اپنے دلوں کو جوڑ کر ایک ایسی فولادی دیوار بنائیں جس میں کوئی رخنہ نہ ہو سکے وہ ایک ایسی فوج بن جائیں جس کے افراد زندگی کے ہر معاملہ میں ایک آواز پر سری نگر سے راس کماری تک حرکت میں آسکیں حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا

امام بنانے سے نہیں بن سکتا بلکہ خدا بناتا ہے

اسی طرح کے بے شمار پیغامات مسلم زعماء نے مسلمانوں کے سامنے بار بار پیش کئے۔ اور اب تو کچھ عرصہ سے مسئلہ امامت و مرکزیت کی تحریک تھوڑے تھوڑے عرصہ کے بعد مختلف گوشوں سے قوم کے سامنے پیش ہو رہی ہے۔

ابھی پانچ ماہ نہیں گزرے۔ کہ روزنامہ شہباز میں اعلان کیا گیا تھا۔ کہ "نو کروڑ مسلمانوں کو ایک امیر اور ایک جماعت کی ضرورت ہے" (شہباز ۲۶ دسمبر ۱۹۴۳ء)

اب اسی اعلان کی صدائے بازگشت روزنامہ "انقلاب" کے ذریعہ بلند کی گئی ہے۔ لیکن "ضرورت" کے اعلانات و اشتہارات کے نتیجہ میں امام اور مرکز کے مہیا ہو جانے کی امید ایک موہوم امر ہے۔ اسی طرح دھواں دھار تقریروں اور سحر آفرین تحریروں کے ذریعہ بھی امام اور مرکز حاصل نہیں ہو سکتا۔ امام اور مرکز کی ضرورت و اہمیت کے متعلق بے شمار اعلانات ان گنت تقریریں اور متعدد مقالات شائع ہو چکے ہیں۔ لیکن ضرورت و اہمیت کا اعتراف کرنے کے باوجود نو دس کروڑ مسلمان ایک امام اور مرکز ابھی تک کیوں نہیں بنا سکے؟ اور تحریک امامت و خلافت کے اس حسرت آگین انجام کا کیا سبب ہے؟ یہی کہ امام نہ اعلانات و اشتہارات کے ذریعہ ملتے ہیں۔ اور نہ ہی تقریروں اور مقالوں کے زور سے بنائے جا سکتے ہیں۔ روحانی مرکز اور روحانی امام قوموں کے بنانے سے نہیں بنتے۔ بلکہ امام کی برکت سے مرکز اور قومیں بنتی ہیں۔

اس ضمن میں ہمارے سید و مولیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوں رہنمائی فرمائی ہے۔ فرمایا

ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا (مشکوٰۃ مجتبائی صـ۳۶) کہ اللہ تعالیٰ بالضرور ہر صدی کے سر پر امت محمدیہ کے لئے مجدد مبعوث فرماتا رہے گا۔ جو تجدید دین کرے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کے مطابق مسلمانوں کو امام بنانے کی فکر نہیں کرنی چاہیئے۔ کیونکہ ان کا امام ہر زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی مشیت سے مبعوث کیا جانا مقدر ہو چکا ہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ہر صدی کے سر پر مجدد آتے رہے۔ اور حضور کی یہ

پیشگوئی نہایت صفائی کے ساتھ پوری ہوتی رہی

موجودہ صدی کا امام

اس پیشگوئی کے لحاظ سے ہمارے زمانہ کا امام بھی صدی کے سر پر آنا ضروری تھا۔ اگر صدی کو چار حصوں میں تقسیم کیا جائے۔ تو کسی صدی کے آخری پچیس برس یا اس کے پہلے پچیس سال صدی کا سر کہلائیں گے۔ اس حساب سے ہمارے زمانہ کے مجدد یعنی امام الزمان کا ظہور ۱۲۷۵ھ سے لیکر ۱۳۲۵ھ کے درمیان کسی نہ کسی وقت ضرور ہو جانا چاہیئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق عین صدی کے سر پر سیدنا حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو اس صدی کا مجدد اور امام الزمان بنا کر مبعوث فرمایا۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:-

(۱) "جب تیرھویں صدی کا اخیر ہوا۔ اور چودھویں صدی کا ظہور ہونے لگا۔ تو خدا تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ مجھے خبر دی۔ کہ تو اس صدی کا مجدد ہے۔" (کتاب البریہ حاشیہ صـ۱۲۶)

(۲) "خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے۔ کہ ہر صدی کے سر پر وہ ایسے شخص کو مبعوث کرے گا۔ جو دین کو تازہ کرے گا۔ اور اس کی کمزوریوں کو دور کر کے اپنی اصلی صورت اور قوت پر اسے لے آئیگا۔ اس پیشگوئی کی رو سے ضرور تھا۔ کہ کوئی شخص اس چودھویں صدی کے سر پر خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوتا۔ اور موجودہ خرابیوں کی اصلاح کے لئے پیشقدمی دکھلاتا۔ سو یہ عاجز عین وقت پر مامور ہوا۔ اس سے پہلے صدہا اولیاء نے اپنے الہام سے گواہی دی تھی۔ کہ چودھویں صدی کا مجدد مسیح موعود ہوگا۔ اور احادیث نبویہ یہ پکار پکار کر کہتی ہیں۔ کہ تیرھویں صدی کے بعد ظہور مسیح ہے۔ پس کیا اس عاجز کا دعویٰ عین اپنے محل اور اپنے وقت پر نہیں ہے؟ کیا یہ ممکن ہے۔ کہ فرمودۂ رسول صلعم خطا جائے؟ جب علماء سے یہ سوال کیا جائے۔ کہ چودھویں صدی کا مجدد ہونے کے لئے بجز اس عاجز کے اور کس نے دعویٰ کیا۔ اور کس نے منجانب اللہ آنے کی خبر دی ہے۔ اور ملہم ہونے اور مامور ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ تو اس کے جواب میں وہ بالکل خاموش ہیں۔ اور کسی شخص کو پیش نہیں کر سکتے۔ جس نے دعویٰ کیا ہو۔" (آئینہ کمالات اسلام صـ۳۴۰)

(۳) "مجھے اس خدائے کریم و عزیز کی قسم ہے جو جھوٹ کا دشمن اور مفتری کا نیست و نابود کرنے والا۔ ۔۔ میں اسکی طرف سے ہوں۔ اور اس کے بھیجنے سے عین وقت پر آیا ہوں۔ اور اس کے حکم سے کھڑا ہوا ہوں۔ اور وہ ہر قدم پر میرے ساتھ ہے۔ اور مجھے ضائع نہیں کرے گا۔ اور نہ میری جماعت کو تباہی میں ڈالے گا۔ جب تک وہ اپنا تمام کام پورا نہ کرے۔ جس کا اس نے ارادہ فرمایا ہے۔ اس نے مجھے چودھویں صدی کے سر پر تکمیل نور کے لئے مامور فرمایا ہے۔" (اربعین نمبر ۲، ۱ صـ۵)

(۴) "خدا تعالیٰ کے فضل اور عنایت سے امام الزمان میں ہوں۔ اور مجھ میں خدا تعالیٰ نے وہ تمام علامتیں اور شرطیں جمع کی ہیں۔ اور اس صدی کے سر پر مجھے مبعوث فرمایا ہے۔" (ضرورت الامام صـ۲۴)

ہمارا زمانہ ارشاد خداوندی واذا النفوس زوجت کے مطابق بنی نوع انسان کے باہم ملاپ کا زمانہ ہے۔ ہر ملک اور دنیا کے ہر گوشے کے رہنے والوں کے حالات گویا ایک دوسرے کے سامنے ہیں۔ اور طلوع آفتاب سے پیشتر ہم روزانہ تمام دنیا کے گذشتہ شب و روز کے اہم واقعات سے واقف ہو جاتے ہیں۔ اس معلومات کے زمانہ میں گویا کل دنیا ہمارے سامنے ہے۔ اس لئے یہ ہرگز نہیں کہا جا سکتا۔ کہ ممکن ہے۔ کسی اور ملک میں کسی شخص نے دعویٰ کیا ہو۔

صدی کا نصف گذر گیا

اب تو صدی کا بھی نصف سے زیادہ حصہ گزر چکا ہے۔ اور اس دوران میں سیدنا حضرت میرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوا کسی شخص کا دعویٰ بھی منصۂ شہود پر نہیں آیا۔ البتہ ایسے شخص کی ضرورت اور اہمیت کے متعلق آئے دن بے تابی کا اظہار ہوتا رہتا ہے۔ اور بار بار مسلمانوں کے زعماء کی طرف سے اس ضرورت حقہ کا اعلان کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اس بارے میں ڈاکٹر سر محمد اقبال نے بھی مسلمانوں کو یہ وصیت کی تھی ؎

اگر می آید آں دانائے رازے
بدہ اورا نوائے دل گدازے
ضمیر امتاں را می کند پاک
کلیمے یا حکیمے نے نوازے

پس یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ مسلمانوں کی اصلاح اپنے بنائے ہوئے امام کے ذریعہ سے ہرگز نہیں ہو سکتی۔ قوموں کی اصلاح خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے والا "دانائے راز" ہی کر سکتا ہے اور امتوں کی ضمیر پاک کرنا لوگوں کے بنائے ہوئے امام کے بس کی بات نہیں۔ یہ کسی "کلیمے نے نوازے" کا ہی حصہ ہے۔ اور ؎

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار (مسیح موعودؑ)

قوم کی غفلت کے پردے چاک کر کے حقیقی بیداری کا پیدا کرنا امام الزمان کے لئے ہی مقدر ہے۔ جو آسمانی نشانات اور معجزات کے ذریعہ حیاتِ جاودانی بخشتا ہے۔ تازہ بتازہ نشانات الٰہیہ کے بغیر قوموں میں حیاتِ نو پیدا نہیں ہو سکتی۔ ڈاکٹر اقبال نے سچ کہا۔ ؎

بے معجزہ دنیا میں ابھرتی نہیں قومیں
جو ضربِ کلیمی نہیں رکھتا وہ ہنر کیا؟

اللہ تعالیٰ کا مقرر کردہ مرکز

مسلمانانِ عالم کے لئے اللہ تعالیٰ کا مقرر فرمودہ "مرکز" کیا ہے؟ امام الزمان کے ساتھ وابستگی۔ مرکز سے روگردانی کر کے اپنی من مانی کرنے والوں کا وہی حشر ہوتا ہے۔ جو چاندنی رات میں حصولِ آزادی کے خیال سے گڈریے کے گلّے سے علیحدگی اختیار کرنے والی بھیڑ کا ہوا تھا۔ اسی حقیقت کا اظہار ڈاکٹر اقبال نے یوں کیا۔ ؎

قوموں کے لئے موت ہے مرکز سے جدائی
ہو صاحبِ مرکز تو خودی کیا ہے خدائی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔

تلزم جماعۃ المسلمین و امامھم۔ کہ امام الزمان کی جماعت کے ساتھ وابستگی اختیار کرو

من فارق الجماعۃ شبرًا خلع ربقۃ الاسلام عن عنقہ کہ جماعت سے علیحدگی اختیار کرنے والا اپنے تئیں اسلام کے جوئے سے نکالتا ہے۔

ید اللہ علی الجماعۃ من شذ شذ فی النار اللہ تعالیٰ کی مدد جماعت کے ساتھ ہوگی۔ جو شخص اس سے الگ ہوگا۔ دوزخ میں ڈالا جائیگا۔ پس تائیدِ ایزدی۔ دینی و دنیوی ترقیات۔ ایمانِ مکمل اور عمل صالح۔ علم و عرفان کی دولت۔ اور جہادِ تبلیغ و ایثار کا ذوق شوق امام الزمان اور اسکی جماعت کے ساتھ وابستگی سے ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ صرف کلام مجید کے تراجم و تفاسیر کی اشاعت یا تعلیمی و تبلیغی یونیورسٹیاں خوابیدہ قوم کو ہرگز بیدار نہیں کر سکتیں۔ جب تک امام الزمان کی بابرکت صحبت سے مستفیض ہو کر نیا ایمان اور محکم یقین و عرفان نصیب نہ ہو۔

یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ امامت و مرکزیت اور "ایک بیت المال" کی تجویزیں جو مختلف اکناف سے پیش کی جا رہی ہیں۔ یہ وہ پرانی خوابیں ہیں۔ جو نہ آج تک شرمندہ تعبیر ہو سکیں۔ اور نہ آئندہ الٰہی سلسلہ سے روگردانی کرتے ہوئے کوئی شخص اس قسم کی تجویز

کو مستقل طور سے عملی جامہ پہنانے میں کامیاب ہو سکے گا۔ یہ سعادت امام الزمان کی جماعت کے لئے ہی مقدر ہے۔ پس جاگو! اور "خدا تعالیٰ کی آواز سنو۔ تا تمہاری فریادیں سنی جائیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر لبیک کی سنو۔ تا تمہارے ناموں کی عزت کی جائے۔" (خاکسار مبارک احمد خاں ایمن آبادی)

ربانی گروہ کے منصۂ شہود پر جلوہ گر ہونے کے متعلق خدا تعالیٰ کی سنت

اخبار کوثر لاہور ۹ اپریل ۴۵ء لکھتا ہے "حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سنتوں میں سے ایک سنت یہ بھی ہے کہ اللہ دنیا کے نظام کو بہرحال چلانا چاہتا ہے۔ اگر دنیا میں لائق اور نیک نہاد لوگ حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لینے کے لئے تیار نہ ہوں تو وہ ظالموں کے ہاتھ میں نظام عالم کی لگام دے دیتا ہے کیونکہ بہرحال دنیا کا نظام چلنا ہے اور نظام عالم کو برقرار رکھنے کے لئے ایسے موقعہ پر اس کے سوا کوئی چارہ نہیں لیکن جب دنیا میں نیک نہاد ربانی گروہ منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوتا ہے۔ اور اہل حق لگاتار جد و جہد کر کے اہل باطل کے مقابلہ میں جہاد و اجتہاد اور مکارم اخلاق کی قوتوں میں گوئے سبقت لیجاتے ہیں۔ تو فطرت کا یہ اٹل قانون ہے کہ خود بخود زمام حکومت اہل باطل سے چھین کر اہل حق کے ہاتھوں میں آجاتی ہے"

اس عبارت کی روشنی میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر دنیا میں لائق اور نیک نہاد لوگ موجود ہوتے ہیں تو ظالموں کے ہاتھوں میں نظام عالم کی باگ دینا درست نہیں ہوسکتا۔ اگر کہا جائے کہ ایسے لائق اور نیک نہاد لوگ شاذ و نادر رہ جاتے ہیں اور اس وقت دنیا کا انتظام ظالموں کے ہاتھ میں سونپ دیا جاتا ہے۔ گویا اس وقت ان شاذ و نادر نیک نہاد لوگوں کا وجود اور عدم برابر ہوتا ہے۔ یا وہ سرے سے ہی معدوم ہوتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اپنی سنت کے مطابق دنیا کا نظام ظالموں کے ہاتھ میں دے دیتا ہے۔ اور اس قانون کے مطابق دنیا میں عمل ہوتا رہتا ہے جب تک پھر کوئی نیک نہاد ربانی گروہ منصۂ شہود پر جلوہ گر نہ ہو جائے۔ یا ان پراگندہ منتشر نیک لوگوں کو جمع کرنے کے لئے کوئی مامور معبوث نہ ہو جائے جو ادھر ادھر بکھرے ہوتے ہیں تو حل طلب سوال یہ ہے کہ ان حالات میں نیک نہاد ربانی گروہ کا موجود ہونا اور ان اہل حق کا جملہ اہل باطل کے مقابلہ پر جہاد و اجتہاد اور مکارم اخلاق میں سبقت لے جانا کوئی اتفاقی حادثہ ہوتا ہے یا اس کے لئے بھی خدا کا خاص قانون مقرر ہے اور وہ قانون ابتدائے آفرینش سے دنیا میں ظاہر ہوتا رہا ہے یا نہیں؟ اگر اس سوال کا جواب اثبات میں ہے تو پھر خدا کے اس قانون پر غور کرنا چاہیئے اور اس کی اس سنت کا اتباع کرنا لازمی ہے۔ جو اس نے ربانی گروہ کے پیدا کرنے کے لئے ہمیشہ اختیار فرمائی ہے۔ خدا تعالیٰ کے اس قانون کو تسلیم کرنا چاہیئے۔ جس کے مطابق وہ ہمیشہ ربانی گروہ کی اہل باطل کے مقابلہ پر تائید و نصرت فرماتا رہا ہے۔ دنیوی سلطنت کی زمام کا ہاتھوں میں آجانا ایک لازمی نتیجہ ہے اس سنت اللہ کے ظہور کا جو دنیا کے شروع سے وقتاً فوقتاً بروئے کار آتی رہی ہے اہل فکر غیر احمدی اصحاب غور فرمائیں۔ کہ کیا خدا نے اس زمانہ میں اپنی سنت اور قانون کو بدل دیا ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو وہ کیونکر اس حقیقت کا انکار کر سکتے ہیں۔ کہ اس زمانہ میں ایک ربانی گروہ کے منصۂ شہود پر آنے کی شدید ضرورت ہے۔ اور اس ربانی گروہ کا وجود انسانی غور و پرداخت کا رہین منت نہ ہوگا۔ بلکہ جس طرح خدا تعالیٰ پہلے زمانوں میں اپنے فرستادہ کو بھیج کر ایسے نیک نہاد گروہ کو پیدا کیا کرتا تھا۔ اور پھر حالات کے مطابق جلد یا بدیر نظام عالم کی زمام ان کے ہاتھوں میں دیتا رہا ہے۔ اسی طرح اب بھی ہونا چاہیئے۔ خدا تعالیٰ کی یہ سنت غیر متبدل اور اس کا یہ قانون اٹل ہے۔ افسوس کہ مسلمان کہلانے والے گروہ اور فرقے انسانی فکر کی کاوشوں کا شکار ہو رہے ہیں۔ اور انہیں اس فرستادہ کی طرف نگاہ اٹھانے کی توفیق نہیں ملتی۔ جو اس زمانہ میں خدائی سنت اور آسمانی قانون کے مطابق ربانی گروہ کو منصۂ شہود پر لانے کے لئے برپا ہوا ہے۔ جسے رب السموٰت والارض نے قطعی بشارت دی ہے کہ وہ وقت آنیوالا ہے جب بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ یہ فرقے اپنے سیاسی مخمصوں، انسانی تدابیر کی الجھنوں، اور اپنے خیالات کی پریشانیوں میں مبتلا ہیں۔ اور غلط فہمی سے اپنی ہی ایجادات کو کامیابی کا صحیح راستہ خیال کر رہے ہیں۔ مگر خدائی صنعت ہی غالب آئے گی۔ اور آخر یہ تمام فرقے اور گروہ ادھر ادھر ٹھوکریں کھانے کے بعد اسی شجرۂ طیبہ کے سایہ میں آئیں گے۔ جسے خدا نے اس زمانہ میں ✻

✻ ثمر میں پھل پیدا کرنے کے لئے قائم کیا ہے اور اسی حصن حصین کی حفاظت میں آنے پر مجبور ہوں گے جو خدا کی طرف سے محفوظ و مصون ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

خاکسار :- ابو العطاء جالندھری

ستیارتھ پرکاش اور گاندھی جی

بانی آریہ سماج کی کتاب ستیارتھ پرکاش میں ہر مذہب کے بانیوں کے متعلق درشت کلامی کی گئی ہے۔ وہ سب کو معلوم ہے۔ مگر ہمارے آریہ بھائی اس کتاب کو مقدس تصور کرتے ہیں۔ گاندھی جی جن کو آریہ اور سناتن دھرمی اپنا لیڈر مانتے ہیں کئی دفعہ اس کتاب کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کر چکے ہیں حال ہی میں انہوں نے اعلان کیا کہ "اس کتاب میں دوسرے مذاہب پر جس قدر اعتراضات کئے گئے ہیں وہ سب حصہ کتاب سے نکال دینا چاہیئے اور اس کے بعد سدھار خیال کے آریہ سماجیوں کو اس کتاب میں اپنے دیگر اصولی مسائل ملا کر اس کتاب کو بڑھا لینا چاہیئے" (اخبار سنسکرت فیض آباد ۱۳ فروری ۴۵ء)

ستیارتھ پرکاش کے متعلق ۱۹۲۴ء میں بھی گاندھی جی نے اپنے خیالات ذرا تفصیل سے ظاہر کئے تھے۔ چنانچہ لکھا تھا۔ "میں نے آریہ سماجیوں کی بائیبل ستیارتھ پرکاش کو پڑھا ہے۔ جب میں یرودا جیل میں آرام کر رہا تھا۔ تو احباب نے اس کی تین کاپیاں میرے پاس بھیجی تھیں۔ میں نے اتنے بڑے ریفارمر کی تصنیف کردہ اس سے مایوس کن کتاب کوئی نہیں پڑھی۔ سوامی دیانند نے ستیہ (سچائی) اور کیول ستیہ (صرف سچائی) پر کھڑے ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ لیکن انہوں نے نہ جانتے ہوئے جین دھرم۔ اسلام۔ عیسائیت اور خود ہندو دھرم کو غلط طور پر ظاہر کیا ہے جس شخص کو ان مذاہب کا سرسری علم بھی ہوگا وہ بآسانی ان غلطیوں کو معلوم کر سکتا ہے جن میں اس اعلیٰ ریفارمر کو ڈالا گیا ہے۔ انہوں نے صفحۂ دنیا پر نہایت بردبار اور آزاد مذہب میں سے ایک کو تنگ بنانے کی کوشش کی ہے۔ اگرچہ وہ بت پرستی کے خلاف تھے لیکن وہ ایک نہایت لطیف صورت میں بت پرستی کا بول بالا کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے ویدوں کے الفاظ کی مورتی (بت) بنا دی ہے۔ اور ویدوں میں ہر ایک علم کو جو سائنس کو معلوم ہے۔ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ میری عاجزانہ رائے میں آریہ سماج ستیارتھ پرکاش کی تعلیمات کی خوبی کی وجہ سے ترقی نہیں کر رہا ہے۔ آپ جہاں کہیں آریہ سماجیوں کو پائیں گے۔ وہاں یہی زندگی اور سرگرمی موجود ہوگی۔ تنگ نظری اور لڑائی عادت کی وجہ سے وہ یا تو دیگر مذاہب کے لوگ سے لڑتے رہتے ہیں۔ اور اگر ایسا نہ کر سکیں تو ایک دوسرے سے لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں۔ شردھانند جی کو بھی اس اسپرٹ کا حصہ وافر ملا ہے۔ آریہ سماجی اپدیشک (مبلغ) کو اتنی خوشی کبھی نہیں ہوتی جتنی کہ دیگر مذاہب کی بدگوئی کرنے کے وقت ہوتی ہے" (اخبار پرتاپ ۲۹ جون ۱۹۲۴ء)

ویدوں کے متعلق بھی گاندھی جی کی رائے قابل توجہ ہے۔ آپ نے لکھا:۔

"یہ کہنا جزوی طور پر صحیح ہوگا کہ وید چار کتابیں ہیں۔ یہ کتابیں بذات خود نامعلوم لوگوں کے چھوڑے ہوئے ایڈیشن ہیں۔ بعد کی پشتوں نے اپنی روشنی کے مطابق ان میں ازدیادیاں کر لی۔ اس کے بعد گیتا کا مصنف آیا اس نے ہندو دنیا کو دھرم کا مرکب دیا۔ گیتا ہر ہندو کے لئے کھلی کتاب ہے۔ جو اس کا مطالعہ کرنا چاہے۔ اور ہندوؤں کی باقی سب کتابیں جلا بھی دی جائیں۔ تو اس کتاب کے سات سو شلوک یہ بتانے کے لئے کافی ہیں کہ ہندو دھرم کیا ہے" (اخبار پرتاپ ۲۹ دسمبر ۱۹۳۴ء)

سیاسی معاملات میں گاندھی جی کی رائے کو خاص قدر و قعت کی نظر سے دیکھنے والوں اور سیاسی جد و جہد میں ان کے پیش کردہ اصول کو ہندو دھرم کی برتری کا ثبوت قرار دینے والوں کو ان کی مذہبی امور میں رائے کو بھی قبول کرنا چاہیئے

محمد شفیع چکوالی

چندہ عام پوری شرح سے نہ دینے والے احباب

کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے کہ مجلس شوریٰ ۱۹۴۴ء میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ "جو افراد جماعت اپنا چندہ عام پوری شرح سے ادا نہیں کرتے اور کم شرح سے دینے کے لئے مرکز سے اجازت بھی حاصل نہیں کرتے۔ اور نظارت بیت المال کی تحریص و تحریک کے باوجود اپنی اس حالت پر مصر رہتے ہیں ان کا معاملہ نظارت بیت المال کی طرف سے مناسب سزا کے لئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے سامنے پیش کیا جاوے۔"

حضور کا یہ ارشاد اس بات کا متقضی ہے کہ اس کو صرف پڑھنے اور سننے تک ہی محدود نہ رکھا جائے۔ بلکہ ہر ایک جماعت میں جس قدر ایسے دوست ہوں۔ جو پوری شرح سے چندہ نہیں دیتے ان کو اس فیصلہ سے پورے طور پر آگاہ اور متنبہ کر کے ان سے مطالبہ کیا جائے کہ یا تو وہ اپنے مخصوص حالات اور معذوریوں کو مقامی جماعت کے توسط سے پیش کر کے ہرگز سے شرح چندہ کی تخفیف کو منظور کرائیں۔ یا پوری شرح سے چندہ ادا کرنے کی پابندی کریں ورنہ ان کا معاملہ مناسب سزا کے لئے حضور کے پیش کیا جائے گا۔ لہذا بذریعہ اعلان ہذا ایسے احباب کو سمجھانے کے لئے دو تین ماہ کا عرصہ مہلت دیجاتی ہے اس کے بعد جماعتوں سے ایسے دوستوں کے متعلق تام بنام رپورٹ لی جائے گی، جو بغیر حصول اجازت کم شرح سے چندہ دینے پر مصر رہتے ہیں۔ بعد ازاں ایسے لوگوں کا معاملہ آخری فیصلہ کے لئے حضور کے پیش کیا جائے گا۔

(ناظر بیت المال قادیان)

اعلان نکاح

میرے برادر خورد ملک محمد شریف صاحب ولد ملک خدا بخش صاحب مرحوم کا نکاح ہمراہ نصرت آرا بیگم دختر ملک اللہ رکھا صاحب گڈز کلرک لاہور بعوض مہر مبلغ آٹھ صد روپیہ میاں سردار محمد صاحب نے بمقام لاہور پڑھا۔ احباب دعا فرمائیں کہ جانبین کے لئے مبارک ہو۔ آمین

خاکسار۔ ملک محمد شفیع احمدی

ریل بازار لائل پور

احباب کیخدمت میں نہایت ضروری التماس

وی پی بھیجے گئے ہیں احباب انہیں ضرور وصول فرمالیں کہ اس میں سراسر انہی کا فائدہ ہے۔ کیونکہ عدم وصولی کی صورت میں دفتر کو تو چند پیسوں کا نقصان ہوگا مگر وہ خود نہایت ہی بیش قیمت اور انمول موتیوں سے محروم ہو جائیں گے۔

منیجر

مولوی ثناء اللہ صاحب کے لئے اکیس ہزار روپیہ انعام ۲۱۰۰۰

مولوی ثناء اللہ صاحب سلسلہ عالیہ احمدیہ کے سب سے بڑے مخالف سمجھے جاتے ہیں۔ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے وفات نہیں پائی۔ بلکہ دو ہزار سال سے بجسم عنصری زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں۔ اور ہی اپنے خاکی جسم کے ساتھ آسمان سے اتر آئیں گے۔ مہدی کا ظہور نہیں ہوا۔ جب وہ ظاہر ہوں گے تب تمام جہان کے غیر مسلمانوں کے ساتھ تلوار سے جہاد کریں گے اور اسلام منوائیں گے۔ بانیٔ سلسلہ احمدیہ نہ چودھویں صدی کے مجدد ہیں نہ مسیح ہیں نہ مہدی نہ امتی نبی۔ ان کے انکار سے کوئی کافر ہو سکتا ہے۔ نہ اسلام سے خارج۔ بلکہ وہی کافر اور اسلام سے خارج ہیں۔ نعوذ باللہ۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کو یہ چیلنج دیا گیا کہ وہ اپنے یہ عقائد مؤکد بعذاب حلف کے ساتھ ایک خاص پبلک جلسہ میں بیان کریں۔ تو ہم ان کو اکیس ہزار روپیہ انعام دینے کے لئے تیار ہیں۔ مگر بائیس سال کا عرصہ ہوتا ہے۔ وہ ٹالتے ہی رہتے ہیں اور مرتے دم تک ٹالتے ہی رہیں گے۔ کیونکہ وہ خوب جانتے ہیں کہ ان کے عقائد سراسر غلط ہیں۔ اسلئے جھوٹا حلف مؤکد بعذاب اٹھانا ان کے لئے موت ہے۔ اس لئے اکیس ہزار روپیہ انعام ملنے پر بھی وہ جرأت نہیں کرتے۔ اگر ان کے کوئی ہمخیال صاحب ان کو اس حلف کے لئے تیار کریں گے۔ تو ہم ان کو بھی دو ہزار روپیہ انعام دیں گے۔ کئی لوگوں نے کوشش کی۔ مگر یہ اپنی جان بچاتے ہی رہتے ہیں۔ مگر کب تک؟ آخر ایک دن مرنا ہے۔ خدا کو جواب دینا ہے۔ کچھ تو اس کا خوف کرو۔ صداقت احمدیت کے متعلق ہم نے ایک لاکھ روپے کے انعامات کا ایک رسالہ اردو اور انگریزی زبان میں شائع کیا ہے۔ وہ صرف ایک کارڈ آنے پر مفت ارسال کر دیا جائے گا۔

عبد اللہ الہ دین سکندر آباد دکن

باموقعہ زمین و عمارت کا نیلام

کارخانہ دار اصحاب کیلئے ریلوے اسٹیشن یارڈ سے متصل زمین و عمارت خریدنے کا اچھا موقعہ ہے۔ ہمالیہ گلاس ورکس قادیان کی زمین اور عمارت اکٹھا نیلام کئے جانے کا فیصلہ ہوا ہے۔ کل زمین رقبہ میں بارہ کنال ہے جس میں عمارت علاوہ کے چھ کنال میں ہے۔ یہ نیلام ۱۴ مئی بروز جمعہ بوقت ۱ بجے سے ۶ بجے شام تک کیا جائے گا۔ شرائط نیلام بوقت نیلام سنائی جائینگی۔

عبد المغنی خاں سکرٹری بورڈ آف ڈائرکٹرس ہمالیہ گلاس ورکس قادیان

آپکو اولاد نرینہ کی خواہش ہے

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ کا تحریر فرمودہ نسخہ جن عورتوں کے ہاں لڑکیاں ہی لڑکیاں پیدا ہوتی ہوں۔ ان کو شروع سے ہی یہ دوائی

"فضل الٰہی"

دینے سے تندرست لڑکا پیدا ہوگا۔ قیمت مکمل کورس سولہ روپے۔ ملنے کا پتہ

دواخانہ خدمت خلق قادیان

کارخانہ داروں کیلئے نادر موقع

بٹالہ ایک مشہور صنعتی شہر ہے۔ یہاں اس رقبہ میں جو کارخانوں سے بالکل قریب ہے اور ریلوے مال گودام کے عین سامنے واقع ہے ۸ کنال کا ایک قطعہ اراضی قابل فروخت ہے۔ جو کارخانہ بنانے کے لئے نہایت ہی موزوں ہے۔ ایسا موقع شاذ ہی مل سکتا ہے۔ خواہشمند حسب ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں:۔

بابو محمد شریف

محلہ باب الانوار۔ قادیان

بواسیر

حفسم:۔ خونی و بادی ہر قسم کی بواسیر کے لئے بفضلہ تعالیٰ سو فی صدی کامیاب دوا ثابت ہوئی ہے۔ قیمت دو روپے نو آنے

درد گردہ

علاج گردہ:۔ گردہ و مثانہ میں درد، پتھری اور پیشاب رک رک کر آنا یا مثانہ میں پیپ پیشاب کی ہر قسم کی مرض کے لئے از حد مفید ہے۔ قیمت پانچ روپے

ملنے کا پتہ:۔ دی بنگال ہومیو فارمیسی ریلوے روڈ قادیان

چاقو

خالص اصلی اسٹیل سے تیار شدہ ہاگورا کا بہترین جیبی چاقو جس کے دستے پر ہاگورا کا اشتہار لکھا ہوتا ہے

قیمت فی چاقو ایک روپیہ دس آنے علاوہ خرچہ محصولڈاک

افضل برادرز قادیان دارالامان

چاقو منگوانے پر محصول ڈاک معاف

ملنے کا پتہ: ایس۔ ایم عبد اللہ احمدی ہاگورا ورکس وزیر آباد پنجاب

روم ۲۶ اپریل۔ شمالی اٹلی سے نئی اور سنسنی خیز خبریں آئی ہیں۔ اطالوی قوم پرستوں نے جرمنوں کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا۔ اور جینوا۔ ٹیورن۔ میلان کے شہر آزاد کرا لئے۔ ہزاروں جرمن اور اطالوی فاسسٹ ہتھیار ڈال رہے ہیں۔ پانچویں فوج نے دریائے پو کے پار ویرانا کا شہر دشمن سے آزاد کرا لیا ہے۔ مسولینی کے بارہ میں مختلف اور متضاد خبریں آ رہی ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ جب میلان کو آزاد کرایا گیا۔ تو مسولینی شہر میں تھا۔ اور سوئٹزرلینڈ پہنچ جانے کے لئے وہ کومو چلا گیا۔ مگر بعد میں کومو پر بھی اطالوی قوم پرستوں نے قبضہ کر لیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ اسے گرفتار کر لیا گیا ہے

لنڈن ۲۷ اپریل۔ اس وقت چار اتحادی فوجیں بویریا میں ہٹلر کے قلعہ کی طرف بڑھتی جا رہی ہیں۔ آسٹریا کی سرحد سے اتحادی فوج اب صرف سات میل پر ہے۔ میونک سے ۴۰ میل دور ایک شہر میں لڑائی ہو رہی ہے۔ ساتویں فوج بھی ساٹھ میل چوڑے محاذ پر میونک کی طرف بڑھ رہی ہے۔ پہلی امریکن فوج بھی میونک کی طرف بڑھتی جا رہی ہے۔ روسی دستوں نے موروویا کے دارالسلطنت برنو پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور یہ دستے بھی اب مشرق کی طرف سے ہٹلر کے قلعہ پر بڑھتے جا رہے ہیں۔ برلین کی بڑی سڑک سے دو میل دور ریلوے لائن کے آخری سٹیشن پر روسیوں کا قبضہ ہو چکا ہے۔ شمال مشرق میں بحیرہ بالٹک کی بڑی بندرگاہ سٹیٹن پر بھی اب روسیوں کا قبضہ ہو چکا ہے۔ جرمنی کی سب سے بڑی دریائی بندرگاہ برمین پر برطانی فوج قابض ہو چکی ہے۔ جرمن ابھی گودی کے علاقہ میں مقابلہ کر رہے ہیں۔

کانڈی ۲۷ اپریل۔ برما میں ٹانگو پر قبضہ کے بعد چودھویں فوج جنوب کی طرف اور آگے بڑھ گئی ہے۔ ٹانگو رنگون مانڈلے ریلوے کا اہم سٹیشن ہے۔ اور یہاں سے رنگون ۱۶۷ میل ہے۔ میگو کے آس پاس جاپانیوں نے ان چوکیوں پر گولہ باری کی۔ جو ہماری فوجوں نے ابھی سنبھالی ہیں۔

واشنگٹن ۲۷ اپریل۔ بھاری امریکن بمبار ماریانا کے اڈوں سے اڑ کر گذشتہ ۲۴ گھنٹوں میں دوسری بار خاص جاپان کے جزیرہ کیوشو پر حملہ کیا۔ جنوبی اوکےناوا میں امریکن دشمن کی قلعہ بندیوں کی دوسری لائن میں دور تک گھس گئے ہیں۔ منڈاناؤ میں ڈاواؤ کی بندرگاہ سے

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

وہ بیس میل سے بھی کم دور ہیں۔ جنگی جہازوں سے اڑ کر امریکن ہوائی جہازوں نے فارموسا میں ہوائی میدانوں کو نشانہ بنایا۔

ماسکو ۲۷ اپریل۔ مارشل سٹالن کے اعلان میں بتایا گیا ہے۔ کہ مشرقی پرشا میں جرمنوں کے آخری قلعہ پلاؤ پر قبضہ کر لیا گیا ہے۔

پیرس ۲۷ اپریل۔ سپریم اتحادی ہیڈ کوارٹر سے اعلان کیا گیا ہے۔ کہ جرمنی کے سنٹرل محاذ پر کئی میل کے رقبہ میں روسی اور امریکن فوجیں ایک دوسرے سے مل گئی ہیں۔

واشنگٹن ۲۷ اپریل۔ امریکن اخباروں نے لکھا ہے۔ کہ مسٹر ٹرومین صدر جمہوریہ امریکہ نے موسیو سٹالین سے ٹیلیفون پر بات چیت کر کے اس بات پر رضامند کیا تھا کہ موسیو مولاٹوف کو سان کانفرنس میں شامل ہونے کے لئے بھیجا جائے۔

پیرس ۲۷ اپریل۔ فرانسیسی اخبارات نے متفقہ طور پر مطالبہ کیا ہے۔ کہ مارشل پیٹاں کو پھانسی کی سزا دی جائے۔ ان کے فرانس واپس آ جانے کی خبر کو برلین کی جنگ کی خبروں سے بھی زیادہ اہمیت دی جا رہی ہے۔

لنڈن ۲۷ اپریل۔ جرمنوں نے اقرار کر لیا ہے۔ کہ برلین سے ان کے بھاگنے کی آخری لائن بھی کٹ چکی ہے۔ روسی توپیں اور ٹینک شہر کے وسط میں عالیشان عمارتوں پر آگ برسا رہے ہیں۔ اس امر کا بھی امکان ظاہر کیا جا رہا ہے۔ کہ شاید ہٹلر اور اس کے ساتھی روسیوں کے ہاتھوں میں پڑ جائیں۔ تباہ شدہ شہر کے اندرونی حصوں میں سخت لڑائی ہو رہی ہے۔ ہر مکان قلعہ میں تبدیل ہو چکا ہے۔ اور ہر محلہ اور ہر چوک میں بارودی سرنگیں بچھی ہوئی ہیں۔ جرمن طلباء کلرک حتیٰ کہ ہرکارے اور پوسٹ مین بھی لڑائی میں شامل ہیں۔

سان فرانسسکو ۲۷ اپریل۔ امن عالم کانفرنس جس ہال میں منعقد ہو رہی ہے۔ اسکی دیواروں پر جا بجا انگریزی۔ فرانسیسی۔ ہسپانوی اور دیگر زبانوں میں یہ پوسٹر لگائے گئے ہیں۔ کہ اگر کانفرنس کے دوران میں ہوائی حملہ ہو تو انھیں کیا کرنا چاہیئے۔ اندازہ کیا گیا ہے۔ کہ اس کانفرنس میں ۳ لاکھ اشخاص کا اجتماع ہوگا۔ صرف ایسوسی ایٹڈ پریس آف امریکہ کے

تیس نامہ نگار وہاں پہنچ چکے ہیں۔ اور دنیا میں کانفرنس کی خبریں جلد از جلد پہنچانے کے لئے خاص ٹیلی پرنٹر لگائے گئے ہیں۔

ماسکو ۲۷ اپریل۔ صرف کل کی لڑائیوں میں برلن میں چھ ہزار جرمن مارے گئے۔

لنڈن ۲۷ اپریل۔ جنرل آئزن ہوور نے اعلان کیا ہے۔ کہ سینکڑوں ہوائی جہازوں کے ذریعہ پیراشوٹوں کی امداد سے ہالینڈ کے فاقہ کش باشندوں کو خوراک مہیا کرنے کا انتظام کیا گیا ہے۔ ہالینڈ کے جرمن سپاہیوں کے نام لکسمبرگ ریڈیو سے یہ اعلان کیا گیا ہے۔ کہ تمہاری فوجوں کی مزاحمت کی وجہ سے تمہاری لائنوں کے پیچھے لاکھوں ڈچ لوگوں کے بھوک سے مر جانے کا احتمال ہے۔

لنڈن ۲۷ اپریل۔ سوئٹزرلینڈ ریڈیو نے اعلان کیا ہے۔ کہ جھیل کانسٹنز کے جرمن بحری بیڑے نے جو نو جہازوں پر مشتمل ہے۔ آج اپنے آپ کو سوئٹزرلینڈ کی حکومت کے حوالہ کر دیا ہے۔

لنڈن ۲۷ اپریل۔ ٹوکیو ریڈیو سے اعلان کیا گیا ہے۔ کہ اتحادی بمباری کی وجہ سے ٹوکیو میں پانچ لاکھ دس ہزار گھر تباہ ہو چکے ہیں۔ اور اس تباہی کا اثر ۱۲ لاکھ اشخاص پر پڑا ہے گویا ٹوکیو کا ایک چوتھائی حصہ تباہ ہو چکا ہے۔

لنڈن ۲۷ اپریل۔ دارالعوام میں کل مسٹر چرچل نے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا۔ کہ چین کے محاذ جنگ کی حالت حوصلہ شکن اور انتہائی پیچیدہ ہے۔

سان فرانسسکو ۲۷ اپریل۔ مقامی ریڈیو نے اعلان کیا ہے۔ کہ امن عالم کانفرنس کے افتتاح کے چند گھنٹہ کے اندر اندر ہی پولینڈ کے مسئلہ کے تصفیہ کی امیدیں موہوم ہوتی جا رہی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ یہ سوال نازک صورت اختیار کر چکا ہے۔ اور اس پر کسی بھی وقت ڈیڈ لاک پیدا ہو سکتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ مسٹر چرچل نے مسٹر ایڈن کی وساطت سے یہ بات واضح کر دی ہے۔ کہ برطانیہ اب روس کو مزید مراعات دینے کے لئے تیار نہیں۔ کریمیا کانفرنس میں اسے زیادہ سے زیادہ مراعات دی جا چکی ہیں۔

لنڈن ۲۷ اپریل۔ روسی فوجوں نے برلین کی اندرونی قلعہ بندیوں کی چار چوکیوں پر قبضہ کر لیا ہے

روم ۲۷ اپریل۔ شمالی اٹلی میں قوم پرستوں نے بارہ بڑے بڑے شہروں پر قبضہ کر لیا ہے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ جرمن فوجوں نے اٹلی میں عام پسپائی شروع کر دی ہے۔

لنڈن ۲۷ اپریل۔ موروویا کے دارالسلطنت برنو میں، جہاں روسیوں نے قبضہ کیا ہے۔ اسلحہ سازی کے بہت بڑے بڑے کارخانے ہیں۔ جنوبی جرمنی میں جنرل پیچ کے دستوں نے اس جگہ سے سرحد کو پار کیا ہے۔ جہاں جرمنی۔ آسٹریا اور چیکوسلواکیہ کی سرحدیں ملتی ہیں۔

لنڈن ۲۷ اپریل۔ گذشتہ ۲۴ گھنٹوں میں اتحادی ہوائی جہاز جرمنی کے مختلف مقامات پر برابر بمباری کرتے رہے۔ انہوں نے شمالی ناروے میں جرمن جہازوں کی بھی خبر لی۔ اور ڈنمارک کی طرف جانے والی فوجی گاڑیوں کو بھی نشانہ بنایا۔ برمین پر گو برطانی فوج کا قبضہ ہو چکا ہے۔ مگر جرمن ابھی اپنے ہیڈ کوارٹر میں پاؤں جمائے ہوئے ہیں۔ یہ ہیڈ کوارٹر زمین کے نیچے ہے۔ اور وہ وہاں سے مقابلہ کر رہے ہیں۔

واشنگٹن ۲۷ اپریل۔ اوکےناوا کی جاپانی چوکیوں پر امریکن جنگی جہازوں کی گولہ باری کا سلسلہ جاری رہا۔ جاپانی وزیراعظم نے کل رات اوکےناوا گورنمنٹ اور وہاں کی جاپانی فوجوں کے نام ایک تقریر براڈکاسٹ کرتے ہوئے بتایا۔ کہ اتحادیوں کی بمباری اب تک جاپان کو بہت نقصان پہنچا چکی ہے۔ اس لئے خاص جاپان اور لڑائی کے دوسرے مورچوں کی لڑائی میں اب کوئی فرق نہیں ہے۔ ہمیں بہادری سے مقابلہ کرنا چاہیئے۔

بمبئی ۲۷ اپریل۔ یکم و دو مئی کو یہاں ہندوستان کی بعض بڑی بڑی ریاستوں کے والیان اور ریاستوں کے وزراء کی ایک کانفرنس ہو رہی ہے۔ جس میں اس سوال پر غور کیا جائے گا۔ کہ اگر ہندوستان کی مختلف اقوام کے درمیان کوئی سیاسی سمجھوتہ ہو جائے۔ تو ہندوستانی ریاستوں کو کیا طریق اختیار کرنا چاہیئے۔ خیال ہے۔ کہ ایک کمیٹی مقرر کر دی جائیگی۔ جسے اختیار ہوگا۔ کہ اگر کسی وقت ایسا سمجھوتہ ہو جائے۔ تو وہ جس سیاسی پارٹی کے ساتھ مناسب سمجھے